سید یونس الحسنی

''ہتیارے میرے دیس کی تنویر لے اُڑے''

عروس البلاد کراچی خوننابہ افشاں ہے' اس کی کوئی شب سہاگنوں جیسی نہیں گزرتی۔ اس کی ہر صبح خوننابہ بار ہوتی ہے۔ وہ شورش ہنگامہ سے حددرجہ بیزار ہے۔ اس کی شفق رنگ آنکھوں کا سکون وقرار لٹ چکا ہے۔ ہر لمحہ ہر پل اس کی پلکوں پر تارے جھلملاتے رہتے ہیں۔ اس کے گلی کوچے کہرام آشنا ہو چکے ہیں' ظلمت دبیز ہوتی جارہی ہے' آئے روز کسی نہ کسی خرمن پر برق ٹوٹتی رہتی ہے' شاید وہ کسی نگاہِ نفرت انگیز کا نخچیر ہے جو اسے اذن بقا دینے سے گریزاں ہے۔ یہ دھرتی انسان کی مسرتوں کی طلبگار ہوا کرتی تھی مگر کیا کیجئے گا کہ اس چمن کے لالہ وگل ہی آزادجاں ہو گئے ہیں اسی لیے اک حشر سا ہنگام بپا ہے۔ لگتا ہے یہاں ہر کوئی دو قول' دو جسم اور دو چہرے رکھے ہوئے ہے جس سے یہ شہرنگاراں معجون مرکب بن کررہ گیا ہے بے سدھ الفاظ اور بے حس لوگ شہر جفا کی کہانی اور دردنوا کا افسانہ کیا کہیں اور سنائیں۔ ادھر چھرے خنجر ادھر فائرنگ اور دھماکے کس کس گھر کی روشنیاں گل نہ ہوئی ہوں گی۔ ان گنت معصوم لوگ اجنبی کیفیات کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔ اب کچھ عرصے سے چشمہ ہائے علم وعرفاں' انمٹ صداقتیں اور بے باک آوازیں کسی بن دیکھے ہاتھ کی زد پر ہیں۔ کئی جلیل قدر جید علماء ایک طے شدہ منصوبے کے تحت شہید کئے گئے اور اب شیخ الحدیث مفتی نظام الدین شامزئی بھی مرتبہ شہادت سے سرافراز کر دیئے گئے۔ اس واقعہ فاجعہ کو فرقہ واریت کا رنگ دینے کے لیے ایک اور خودکش حملہ کرا کے کتنی بے گناہ جانیں لے لی گئیں۔ یہ کھلا راز ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امریکی استعمار کی مسلم کش پالیسیوں کے خلاف سنگ آوازہ پھینک کر خاموشی کا شیشہ چکنا چور کر دیا تھا جو خود ہمارے مقتدرین کے لیے بھی ناقابل برداشت عمل تھا۔ ہمارے حاکموں نے تو حق سچ کا گلا گھونٹنے کے لیے ایف بی آئی کی اودھ بلائیں منگوا رکھی ہیں جو اپنی مقامی ایجنٹوں کے ذریعے گلی گلی میں رقص ابلیس بپا کئے ہوئے ہیں۔ غلام کادیانی کی ذریت البغایا ان کی بھرپور ممدومعاون' شریک محفل اور شریک کار ہے۔ ہمارے تفتیش کار اس طرف رخ کرنے سے بوجوہ کتراتے ہیں۔ منطقی نتیجہ اس کا یہ کہ ابھی یہاں کئی اور لاشے گریں گے یا گرائے جائیں گے۔ کچھ احتجاج ہوگا' تھوڑا سا جلاؤ گھیراؤ ہوگا، لوگ بھڑاس نکال کر ٹھنڈے برف ہو جائیں گے اور خفیہ کاریگر پھر سے حرکت میں آجائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگ بیچارے کرماں مارے اندر سے ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں۔ چہرے چہرے پر زرد فضا چھائی ہوئی ہے۔ کھیتوں کھلیانوں میں پتا پتا بوٹا بوٹا دست قضا کا ماجرا دبی زبان سے کہہ رہا ہے پچکے چہرے اور گُنگ زبانیں رہنماؤں سے شکوہ کناں ہیں کہ روشنیوں کا شہر کسی کی جھوٹی انا سے ظلمتوں کا اندھا گونگا اور بہرہ نگر

بن چکا ہے اسے قندِ مہرووفا کی اشد ضرورت ہے۔

کراچی منی پاکستان ہے۔ مفتی نظام الدین شامزئی بلاشبہ اس کی توانا آواز تھے۔ وہ جہاد کو اپنا جیون ساتھی سمجھتے تھے۔ وہ شجرسایہ دار تھے کہ ان کی چھایا نے کئی دیوانے مستانے پیدا کیئے، مجاہدین کی ایک پوری فصل کاشت کرکے اسے پروان چڑھایا، وہ پکے سامراج دشمن تھے اوراس معاملے میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متبع تھے۔ حضرت شاہ جی فرمایا کرتے تھے کہ ''میں دنیا کے کسی کونے میں سامراج کو برداشت نہیں کرسکتا۔'' سو مفتی شامزئی مرحوم نے اسی بات کو لے کر امریکن سامراج کے خلاف مزاحمت کی ٹھانی اور افغانستان وعراق میں ان کے خلاف جہاد فرض ہونے کا فتویٰ بھی دیا۔ اس پس منظر میں دیکھا جائے تو بقول جنرل (ر) حمید گل ''مفتی نظام الدین شامزئی کی شہادت دراصل مزاحمت کا قتل ہے'' سامراج دشمن علماء کی طرف سے یہ مزاحمتی رویہ تو بہرحال اور بہرطور پر جاری رہے گا۔ قال اللہ وقال الرسول کی صداہائے رستاخیز بلند کرنے والے حق گوئی، حق پرستی اور حق کی پاسبانی کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے رہیں گے، ان کے اس عظیم الشان کردار میں کوئی کمی یا کجی قطعاً نہیں آئے گی کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ صحنِ چمن کی مہکاریں سلامت رکھنے کے لیے خارزاروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کرب واضمحلال کے اندھیاروں میں خوشی کے دیپ جلانے کے لیے گرم گرم تازہ تازہ لہو دینا اوراس کی روشنی بحال رکھنے کی تگ ودو میں جاں سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ آج کراچی خون میں ڈوبا ہوا ہے پورا پاکستان سوگوار ہے لوگ حاکموں سے سوال کرتے ہیں ہماری آزادی کی مشعل کہاں ہے؟ غلامی کا گھور اندھیرا ہمارے روبرو کیوں ہے؟

بقول راحت ملک:

مرے غمخوار اتنا تو بتا دے
مرا حاکم فرنگی ہے کہ تُو ہے

وقت کی اندھی دھرتی پر آوازوں کا بے پناہ شور ہے۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی البتہ راقم کی چھٹی حس کچھ خطرات کی گھنٹی بجارہی ہے کہ یہ غل اور دھما چوکڑی کسی طوفان بلاخیز کی آمد آمد کا سندیسہ ہے ذہن میں جو خاکہ نمودار ہوتا ہے کچھ اس طرح سے ہے:

۱) حکمرانوں کی بے تدبیریوں سے کہیں سول وار شروع نہ ہوجائے۔

۲) شدید ترین فرقہ واریت نہ پھیلا دی جائے کہ لوگ راہ چلتے ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگیں۔

۳) چھوٹے پاکستان کی بے طرح بے سکونی ملک عزیز کی سلامتی واستحکام کے لیے خطرہ نہ بن جائے۔

۴) ملک دشمن عناصر اپنی گھناؤنی سازشوں کے جال نہ پھیلا دیں۔

۵)اقتصادی شعبہ دیوالیہ نہ ہو جائے۔

۶)ہمارے صدر،بش کی جنگ لڑتے لڑتے کہیں اپنے وطن کی حفاظت کی جنگ ہار نہ جائیں۔

اپنے جاں گسل لمحات میں شعبہ جاتی رہنماؤں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ فراز و پست کی پہچان کریں اور اپنے متوسلین کو بھی کرائیں۔وہ انہیں بتائیں کہ ہماری منزل اور عنوان زیست ایک ہی ہے وہ اسی چمنستان کے رنگ و بو ہیں انہیں یہ دل خوش کن کیفیات بہر قیمت برقرار رکھنا ہیں۔حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید بھی اسی دھرتی کے آفتاب و مہتاب تھے۔بہت سے لوگوں کی امید و آس تھے،شجرِ علم کی شاخ ثمر دار تھے،قربانی و ایثار کی دستار تھے،آدمیت کے پرچم دار اور اسلاف کا نمونہ کردار تھے۔وہ عمر بھر علم و آگہی کا ہتھیار اٹھائے باطل سے برسرِ پیکار رہے۔وہ دشمنانِ دین و ملت کی دسیسہ کاریوں کے مقابل پختہ دیوار تھے۔قومی غیرت کی چہکار اور اُمتِ مرحومہ کی جرأت کی للکار تھے۔وہ کسی سے ڈرے جھکے، نہ لچکے اور بکے۔وہ جوانانِ ملت کو جاتے ہوئے بھی درسِ وفا دے گئے ہیں۔وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے ہیں اور رہنمایانِ امت کو جینے کا ڈھنگ سکھا گئے ہیں۔وہ مرکر بھی زندہ ہیں۔

خبردار!تم انہیں مردہ نہ کہنا'' بل احیاء وّلکن لّا تشعرون ''یہ الگ بات کہ:

جنگل سے آ کے شہر کی تقدیر لے اُڑے
ہتیارے میرے دیس کی تنویر لے اُڑے

☆......☆......☆